

# رسائل وسائل

## مہمان داری

سوال: میں اور میرے چند دوست اس بات کے قائل ہیں کہ مہمان کے لیے گھر میں جو کچھ حاضر ہو، لے آنا چاہیے۔ اس سے مہمان داری آسان ہو جاتی ہے (اگر میں خود کہیں مہمان بخوبی تو بھی میزبان سے بھی توقع رکھتا ہوں)۔ لیکن احادیث میں تین دن تک مہمان کی خصوصی میزبانی کی تاکید آتی ہے۔ کیا ان احادیث کی روشنی میں ہمارے روپیے کو درست قرار دیا جاسکتا ہے؟ اگرچہ معقول آمد فی بھی ہو لیکن مہنگائی کا مسئلہ بھی اپنی جگہ ہے اور وقت کی کمی بھی آڑے آتی ہو؟

جواب: مہمان داری کی حدود کیا ہیں اور قرآن و سنت اس سلسلے میں کیا رہنمائی فراہم کرتے ہیں، ایک تفصیل طلب سوال ہے۔ جو نکات آپ نے اپنے سوال میں اٹھائے ہیں ان پر اختصار کے ساتھ یوں غور کیا جاسکتا ہے:

اولاً: مہمان یا سفر کر کے آنے والے مہمان کے لیے کھانے پینے کا معقول بندوبست کرنا۔  
 حضرت ابراہیم کے پاس جب دو مہمان آئے تو ان کے لیے ذنبے کا ذبح کرنا اور ان کے سامنے واfrmقدار میں کھانا پیش کرنا سنت ابراہیمی اور ان کی امت کے لیے ایک عملی مثال ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گو حضرت ابراہیم ہماری طرح گھر میں جو دال دلیہ موجود ہوتا پیش کر سکتے تھے لیکن انھوں نے مہمانوں کے اکرام اور تواضع کے لیے خصوصی طور پر ذنبے ذبح کرو کے کھانا تیار کرایا۔  
 گویا عام روزمرہ کے کھانے کے مقابلے میں زیادہ اہتمام کیا گیا۔

یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ موجودہ دور میں جب وقت میں برکت نہیں رہی، اور معاشی

مسائل نے افراد کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے، ایسے میں روز مہمانوں کے لیے بڑے پیمانے پر تواضع کا اہتمام کرنا مشکل ہے، تاہم یہاں اس پہلو سے بھی غور کرنے کی ضرورت ہے کہ وقت اور مال کی برکت میں کی کیوں آئی ہے؟ کیا اس کا سبب یہ نہیں ہے کہ ہم اپنے بھائی کے لیے وہ پسند نہیں کرتے جو اپنے لیے پسند کرتے ہیں، اور چاہتے ہیں کہ اپنی ضروریات کا معاملہ ہوتا دل کھول کر خرچ کریں لیکن اگر کوئی مہمان آئے تو سادگی کی دلیل کے سہارے کم سے کم اہتمام کیا جائے۔ بلاشبہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اسراف کو پسند نہیں فرماتے اور کھانے پینے کے حوالے سے یہ اصول بیان کر دیا گیا کہ کھاؤ پیو لیکن اسراف نہ کرو (الاعراف: ۳۱)۔ اس آیت مبارکہ سے یہ بات پھر بھی ثابت نہیں ہوتی کہ مہمان کو صرف دال دلیے پڑھاوایا جائے اور خود لذتیز کھانے کھائے جائیں۔ ہمارے ہاں تو مہمان نوازی کرتے ہوئے خود بھوکار ہئے، بچوں کو بھوکا سلانے کی روایت بھی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے سراہا ہے۔

تین دن تک مہمان داری کا مفہوم بھی یہی سمجھ میں آتا ہے کہ اس عرصے میں مقابلتنا زیادہ اہتمام کیا جائے، اور پھر مہمان کو گھر کے افراد کی طرح سے عزت و احترام کے ساتھ اکلن و شرب میں شریک کیا جائے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ تین دن بعد مہمان کو چلے جانے کے لیے کہا جائے۔ عملی طور پر اگر دیکھا جائے تو رزق کا وعدہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے نہ صرف انسانوں بلکہ پرندوں سے بھی کیا ہوا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ وہ اپنا کھانا ساتھ اٹھائے نہیں پھرتے اور گوچ کو خالی پیٹ نکلتے ہیں لیکن شام کو بھرے پیٹ کے ساتھ اپنے مسکن پر واپس آتے ہیں۔ گویا ہر مہمان جو آتا ہے وہ اپنا رزق اللہ کی طرف سے لے کر آتا ہے اور اس کی آمد کی بنا پر گھر والوں کو بھی روزمرہ کے کھانے سے مقابلہ بہتر کھانا مہمان کے بہانے کھانے کوں جاتا ہے۔

مہمان داری کے لیے بنیادی شرط خلوصی نیت ہے۔ اگر مہمان کا استقبال یہ کہہ کر کیا جاتا ہے کہ اہلا و سهلا تو پھر اسے اپنے گھر والوں کی طرح معقول نہذا اور آرام پہنچانا میزبان پر فرض ہو جاتا ہے۔ بجٹ لازمی طور پر ایک حقیقت ہے لیکن خلوصی نیت سے مہمان داری برکت و سعادت کا باعث ہوتی ہے۔ تاہم، بے جا لکف اور اسراف سے بچنے کا بھی اہتمام ہونا چاہیے۔ اپنے وسائل میں رہتے ہوئے مہمان کی تواضع اور خاطر داری، اسلامی آداب میں سے شامل ہے۔ (ڈاکٹر انیس احمد)